روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | ہفتہ ۲ جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ، ۲ فتح ۱۳۶۸ہش، ۲ دسمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۷۳

حیرت انگیز تاریخ

"خدا کے فضل کے ساتھ جس شان کے ساتھ جماعت احمدیہ پاکستان نے استقامت کے نمونے دکھائے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ میں شاذ ہی ایسے واقعات پیش آئے ہوں گے۔ آج ایک حیرت انگیز تاریخ بن رہی ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ بچوں میں عادت ہوتی ہے کہ جھوٹ بولتے ہیں۔ آپس میں گالی گلوچ ہوتے ہیں۔ ذرا ذرا سی باتوں پر لڑتے جھگڑتے ہیں۔ جوں جوں عمر میں وہ ترقی کرتے جاتے ہیں عقل اور فہم میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ انسان تزکیۂ نفس کی طرف آتا ہے۔

انسان کی بچپن کی حالت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گائے بیل وغیرہ جانوروں ہی کی طرح انسان بھی پیدا ہوتا ہے۔ صرف انسان کی فطرت میں ایک نیک بات یہ ہوتی ہے کہ وہ بدی کو چھوڑ کر نیکی کو اختیار کرتا ہے اور یہ صفت انسان میں ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ بہائم میں تعلیم کا مادہ نہیں ہوتا۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک قصہ نظم میں لکھا ہے کہ ایک گدھے کو ایک بیوقوف تعلیم دیتا تھا۔ اور اس پر شب و روز محنت کرتا۔ ایک حکیم نے اسے کہا کہ اے بیوقوف تو یہ کیا کرتا ہے؟ اور کیوں اپنا وقت اور مغز بے فائدہ گنواتا ہے؟ یعنی گدھا تو انسان نہ ہوگا تو بھی کہیں گدھا نہ بن جاوے۔

درحقیقت انسان میں کوئی ایسی الگ شے نہیں ہے جو کہ اور جانوروں میں نہ ہو۔ عموماً سب صفات درجہ وار تمام مخلوق میں پائے جاتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ انسان اپنے اخلاق میں ترقی کرتا ہے اور حیوان نہیں کرتا۔ دیکھو ارنڈ کا تیل اور گھانڈ کیسے غلیظ ہوتے ہیں لیکن جب خوب صاف کیا جاوے تو مصفی ہو کر خوشنما ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اخلاق اور صفات کا ہے۔ اصل میں صفات کل نیک ہوتے ہیں۔ جب ان کو بے موقعہ اور ناجائز طور پر استعمال کیا جاوے تو وہ بُرے ہو جاتے ہیں اور ان کو گندہ کر دیا جاتا ہے لیکن جب ان ہی صفات کو افراط تفریط سے بچا کر محل اور موقعہ پر استعمال کیا جاوے تو ثواب کا موجب ہو جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۶۶-۲۶۷)

تمام بنی نوع انسان سے محبت لازمی ہے

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"دیکھو! بنی نوع انسان سے نیک سلوک کو حدیث میں کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن جبکہ سخت تپش ہوگی۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسی تپش ہوگی، مگر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ ضرور تپش ہوگی، اور بہت سخت ہوگی۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ ان میں وہ شخص بھی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوگا۔ بہت سے نادان ہیں جو اس حدیث کے غلط معنی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ زید سے محبت کرتے ہیں اور بکر سے نہیں کرتے تو وہ زید کی محبت کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے اس سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ اگر خدا کے لئے محبت ہوتی تو زید بکر دونوں سے ہوتی۔ یہ ممکن ہے کہ ذاتی وجوہات کی بناء پر تم زید سے محبت کرو اور بکر یا خالد سے نہ کرو۔ اس طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے گا وہ اس کے سب بندوں سے محبت کرے گا پس اگر خدا کے لئے محبت کرنی ہے تو تمام بنی نوع سے محبت کرو۔ خدا کے لاکھوں کروڑوں بندے ہیں۔ خدا کیلئے محبت کرنے والوں

باقی صـ۲ پر

احمدی طلباء کیلئے گولڈ میڈل

- مکرم چوہدری رشید الدین صاحب مربی سلسلہ کی صاحبزادی عزیزہ طیبہ صدیقہ صاحبہ (متعلمہ جامعہ نصرت ربوہ) بی اے کے امتحان ۱۹۸۸ء میں عربی کے مضمون میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل کی حقدار قرار پائی ہیں۔ چنانچہ ۱۶ نومبر ۸۹ء کو یونیورسٹی کے کانووکیشن میں صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان نے انہیں یہ میڈل عطا کیا۔
- عزیز مرزا محمود احمد ابن مکرم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۹۸۸ء کے ایل ایل بی کے فائنل امتحان میں طلباء و طالبات میں سوئم آئے ہیں۔ لیکن چونکہ زائد نمبر لینے والے دو دیگر طالبعلم ضمنی امتحان دے رہے تھے اس لئے وہ ٹیکنیکل طور پر اوّل قرار دئے گئے۔ اور پنجاب یونیورسٹی کا خورشید احمد گولڈ میڈل حاصل کیا ہے۔ جو پنجاب یونیورسٹی کے کانووکیشن کے موقعہ پر دیا گیا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور مستقبل میں بھی انہیں ایسی ہی ترقیات سے نوازے۔

نمایاں کامیابی

- ایک احمدی نوجوان مکرم ڈاکٹر محمد علی صاحب ممتاز ولد لیفٹیننٹ ممتاز اور صاحب (ستارہ جرأت) نے ایم بی بی ایس فائنل پروفیشنل ۱۹۸۸ء منعقدہ ۱۹۸۹ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور انہیں بیش از بیش ترقیات سے نوازے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ ، مقام اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲، فتح ۱۳۶۸ ہش ۲، دسمبر ۱۹۸۹ء

مذہب بدلنے کا الٹی میٹم

آجکل الٹی میٹم کا لفظ سُنا تو بہت جاتا ہے۔ اِس بات پر الٹی میٹم۔ اس بات پر الٹی میٹم۔ یہ نہ کیا تو ہم یہ کر دیں گے وہ نہ کیا تو ہم وہ کر دیں گے۔ لیکن یہ ساری باتیں دُنیاوی ہوتی ہیں۔ تنخواہ بڑھاؤ۔ اوقات کار میں کمی کرو۔ مذہب کے سلسلہ میں الٹی میٹم کا لفظ پہلی دفعہ سُنا گیا ہے۔ اپنا مذہب بدلو ورنہ ـــــ یہ ورنہ بھی کوئی چھوٹی سی بات نہیں ـــ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ تہ تیغ یا گولی سے اُڑا دیئے جاؤ گے۔

آپ نے خبر تو پڑھ ہی لی ہوگی۔ یہ خبر ہے چک سکندر کی۔ اس خبر کو ہمارے قارئین نے بھی پڑھا ہے اور سُنا گیا ہے کہ انتظامیہ نے بھی اس پر گفت وشنید کی ہے۔ انتظامیہ تو "صُلح" کا نام لیتی ہے اور یہ باور کروانا چاہتی ہے کہ وہ واقعی احمدیوں کو چک سکندر میں واپس جانے دینا چاہتے ہیں۔ چلو انتظامیہ کا احترام کرتے ہوئے ہم یہ بات مان لیتے ہیں۔ لیکن ایک سوال جواب چاہتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اگر کوئی کسی کو دھمکی دے کہ اس نے یہ نہ کیا یا وہ نہ کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ کیا اس صورتِ حال میں "امن عامہ" کا یہ تقاضا ہے کہ قتل ہو لے تو ہاتھ ڈالا جائے۔ کیا انتظامیہ کی یہ ڈیوٹی نہیں کہ وہ ایسے شخص کو جو قتل کی دھمکی دے رہا ہو باندھا جائے اور جب تک وہ اس ارادے سے توبہ نہ کرلے اسے رہا نہ کیا جائے۔

یہ بات ہماری سمجھ سے بالا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہر اس شخص کی سمجھ سے جو دل سے امن عامہ کا خواہاں ہے اور اس سلسلہ میں عملی اقدامات کا قائل ہے کہ کچھ لوگ دوسروں کو قتل کی دھمکیاں دیں۔ بلکہ دھمکی بھی الٹی میٹم کی صورت میں اور کوئی ایسے لوگوں کا نوٹس نہ لے۔ ان پر ہاتھ نہ ڈالے اور یہ کہہ کر خاموش رہے کہ بات ہی کی ہے نا عمل تو نہیں کیا۔ قتل کا الٹی میٹم ایسی بات نہیں کہ عمل کا انتظار کیا جائے۔ کسی کو قتل ہو لینے دیا جائے اور پھر امن عامہ کی مشینری حرکت میں آئے۔ ہم کسی ایک شخص کی بات نہیں کرتے۔ ہم ہر اس شخص کا ذکر کر رہے ہیں جو کسی بھی وجہ سے کسی کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ ہر ایسے شخص کو باندھ کر رکھنا ہی تہذیب کی علامت ہے۔ ورنہ قانون جنگل کا قانون کہلائے گا۔

ظاہر میں بھی کچھ کام ہیں باطن میں بھی کچھ کام
کچھ لوگ بکاؤ ہیں تو کچھ بندۂ بے دام
کہتے ہیں کہ ظاہر نہ کرو دِل کے خیالات
اس بزم میں اب حُسنِ تکلّم تو ہے بدنام

ـــــــ ابوالاقبال

جامعہ احمدیہ

یارب رہیں نہال نہالانِ جامعہ
خوش بخت و خوش خصال جوانانِ جامعہ

کافور اُن کے دم سے ہوں دنیا کی ظلمتیں
دُنیا میں پھر بلند کریں شانِ جامعہ

مقصد ہو ان کا ان کی نگاہوں کے سامنے
خدمت کریں یہ دین کی شایانِ جامعہ

ہو ان میں حُسنِ سیرت و اخلاق اے خدا
بے داغ و پاک وصاف ہو دامانِ جامعہ

روشن ہیں ان کے ہاتھ میں شمعیں علوم کی
کردیں گے دُور ظلمتیں شُبّانِ جامعہ

جاتے ہیں اس سے غیر ممالک میں نوجواں
یُوں پھیلتی ہے چار سُو ریحانِ جامعہ

آسودگیٔ رُوح کا سامان ہے یہاں
ہے جاں نواز چشمۂ عرفانِ جامعہ

یاں کی ہر ایک شَے مجھے جاں سے عزیز ہے
اور اس سے بھی عزیز ہیں اخوانِ جامعہ

اپنے شعور و فکر کی دولت کے واسطے
میں ہوں رہینِ منّت و احسانِ جامعہ

اشرفؔ یہ فیضِ جامعہ ہی کے طفیل ہے
مجلس میں آج ہوں میں ثنا خوانِ جامعہ

محمد شفیع اشرفؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالجلیل عشرت

سیدی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

(چند یادیں)

سیدی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خدا تعالیٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوتی رہیں) اپنے خدّام سے بہت پیار اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ حضور کی شفقت اور ذرّہ نوازی کے بہت سے واقعات یاد ہیں۔ چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

۱۹۷۰ء کی بات ہے۔ حضور کی طرف سے مجھے پیغام ملا کہ ایک کام کے سلسلہ میں کسی وقت ربوہ آؤ۔ ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر آنا۔ چند دن بعد اس امر کا ذکر آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ جون ۱۹۷۰ء میں ان الفاظ میں فرمایا۔

"اب میں نے نظام بدل کر اس کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کے لئے میں ایک کمیٹی بناؤں گا، کیونکہ اس کے متعلق بہت سی دفتری باتیں ہیں ۔۔۔۔ خدا کے فضل سے مالی معاملات کے احمدی ماہر اس وقت گورنمنٹ میں کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو میں نے پیغام بھیج دیا ہے کہ ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر یہاں آجاؤ۔ تب وہ پُول (POOL) بن جائیگا"

اتفاق ایسا ہوا۔ کہ میں عین ۱۹ جون ۷۰ء (جمعہ) کی شام کو ربوہ پہنچا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ حضور نے اسی دن خطبہ میں میرے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ جب میں نماز عشاء کے وقت بیت المبارک میں گیا تو مجھے دیکھتے ہی حضرت مولانا ابو العطاء صاحب اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے فرمایا۔

"لو جی، یہ آگئے۔ آج خطبہ میں انہیں کا تو ذکر ہوا تھا"

ان بزرگوں کو اس امر کی خوشی تھی کہ اِدھر حضور نے خطبہ میں ذکر کیا اور اُدھر شام تک میں پہنچ گیا۔

جب نماز عشاء پڑھانے کے لئے حضور تشریف لائے تو میں پہلی صف میں کھڑا تھا۔ حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو حضور کے لبوں پر ایسا پیارا تبسم آیا کہ جس سے محبت و شفقت ٹپکتی تھی۔ اور لگتا تھا حضور کو خوشی ہے کہ جمعہ کی شام کو ہی میں ربوہ پہنچ گیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔

"آپ آگئے! ایک ہفتہ کیلئے آئے ہو؟"

میں نے عرض کی کہ میں ایک دن کے لئے آیا ہوں۔ مجھے کراچی سرکاری دورہ پر جانے کا حکم ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا صبح بات کریں گے۔ دوسرے دن ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے عرض کی

"حضور ارشاد فرمائیں تو میں کراچی کا دورہ ملتوی کر دیتا ہوں"

فرمایا۔

"جلدی نہیں ہے۔ اب تو کراچی جاؤ۔ میں نے جمعہ کے خطبہ میں آج پُول (POOL) بنانے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں کام ہے"

کراچی میں چار مہینے کا مسلسل قیام تھا۔ بعد میں کراچی میں حضور کا ارشاد ملا۔ کہ کراچی میں سرکاری کام مکمل کر کے آنا۔

حضور نے خطبہ جمعہ میں اس عاجز کو مالی معاملات کے ماہرین میں سے قرار دیا۔ یہ حضور کی ذرّہ نوازی اور حسن ظن تھا۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم۔ حضور کی مسکراہٹ آنکھوں کے آگے آتی ہے تو طبیعت مچلتی ہے۔

ایک اور واقعہ:

۱۵ر فروری ۷۷ء کو میں ایک کام کے سلسلہ میں ربوہ میں تھا۔ میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں گیا۔ ملاقات کا دن نہیں تھا۔ دفتر سے باہر آکر احاطہ میں پہنچا۔ اور باہر جانے کو تھا۔ کہ مجھے پیچھے سے آوازیں سنائی دیں۔

"عشرت صاحب! عشرت صاحب!"

میں نے مڑ کر جو دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیدی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب گھر کی سیڑھیوں سے اُتر کر مع عملہ احاطۂ دفتر میں آچکے ہیں۔ اور حضور خود اس عاجز کو آواز دے کر بلا رہے ہیں۔ میں تیزی سے حضور کی طرف لپکا۔ تو فرمایا آہستہ آہستہ آئیں۔ میں نے السلام عرض کیا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ فرمایا

"کتھے پھردے او؟"

عرض کی

"حضور! فلاں کام کے لئے ربوہ آیا ہوں۔ یہاں کسی سے ملنے کے لئے آیا تھا"

فرمایا۔ آجکل محمود کہاں ہے؟ (میرے بیٹے محمود احمد سے حضور بہت پیار کرتے تھے) میں نے عرض کی۔ راولپنڈی میں ہے۔ خواہش تھی۔ کہ اس کا تبادلہ لاہور ہو جائے۔ لیکن محمود کا تاثر یہ ہے کہ حضور تبادلہ کرانے کی کوشش کو پسند نہیں فرماتے۔

فرمایا۔

"ہاں۔ نوکری کرنی ہو تو پھر جہاں مقرر کیا جائے۔ وہاں رہنا ہوگا"

پھر میں نے عرض کی۔

"حضور کو علم ہے کہ محمود کی شادی ہو گئی ہے"

فرمایا۔

"ہاں! مجھے علم ہے۔ آپ نے اطلاع دی تھی۔ شادی کہاں ہوئی ہے؟"

عرض کی۔

"ڈاکٹر سراج الحق صاحب کے بیٹے شمس الحق خان (کوئٹہ) کی بیٹی سے"

دوبارہ پوچھا۔

"کہاں ہوئی ہے؟"

میں نے دوبارہ بتایا۔ تو فرمایا۔

"ہاں ہاں۔ وہ تمہاری برادری کے ہیں ناں؟"

میں نے کہا۔ "جی ہاں"

میں نے پھر مصافحہ اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی اور اجازت طلب کی۔ حضور کار میں بیٹھ گئے۔ یہ ساری گفتگو احاطہ دفتر میں آقا و غلام کے درمیان کھڑے کھڑے ہوئی۔ حضور کا عملہ اس دوران کھڑا حضور کا انتظار کرتا رہا۔ اللہ اللہ۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

حضور کی اپنے ادنیٰ غلام کے ساتھ یہ بے تکلفی اور یہ پیار کا سلوک قدرت ثانیہ کی برکات میں سے ہے۔ آج بھی ان کی یاد سے کیف و سرور کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ حضور کی دعاؤں اور خصوصی توجہ کی اور بھی مثالیں ہیں۔ مجھے ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف کی وجہ سے گلے میں کالر لگانا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کالر لگائے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ چند دن کے بعد عزیزم محمود احمد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضور نے فرمایا۔

"جب سے میں نے عشرت صاحب کو کالر پہنے تکلیف میں دیکھا ہے۔ نماز میں سجدہ میں ان کی صورت میرے سامنے آجاتی ہے اور میں دعا کرتا ہوں"

ایک دفعہ میرے چہرے پر ایک گلٹی نکل آئی۔ سرجن نے کہا۔ آپریشن کروں گا۔ آپریشن کے بعد ہسپتال میں چند دن ٹھہرنا ہوگا۔ چنانچہ آپریشن کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ اور ہسپتال میں کمرہ بک ہو گیا۔

جس دن آپریشن ہونا تھا۔ اس سے قبل رات کو عزیز محمود ربوہ سے لاہور آیا۔ اور کہا۔ کہ حضرت صاحب سے دعا کی درخواست کی تھی۔ تو حضور نے فرمایا۔

"دعا کریں گے۔ دواخانہ خدمت خلق سے حب جدوار لے جاؤ۔ وہ استعمال کریں۔ آپریشن نہیں ہوگا"

میں نے کہا۔ اب کچھ ہو نہیں سکتا۔ کل صبح آپریشن ہے۔

خیر۔ صبح ہم ہسپتال گئے۔ سرجن نے مجھے آپریشن کی میز پر لٹایا۔ گلٹی کا معائنہ کیا۔ اور کہا۔ کہ اب تو آپریشن کی ضرورت نہیں۔ آپریشن نہیں ہوگا۔ ہاں میں سرنج سے پیپ نکال دیتا ہوں۔ چنانچہ پیپ نکالی گئی۔ اور پٹی کر دی گئی۔ سرجن نے کہا۔ آپ گھر جائیں۔ ہسپتال میں رہنے کی ضرورت نہیں۔ حضور نے فرمایا تھا۔ آپریشن نہیں ہوگا۔ اور آپریشن نہ ہوا۔

اعلان داخلہ برائے سال ۱۹۹۰ء

نصرت جہاں اکیڈمی کے جونیئر سیکشن میں PREP کلاس میں داخلہ ٹسٹ و انٹرویو ۸ر دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ صبح نو بجے ہوگا۔

داخلہ کے خواہشمند ایسے بچے اور بچیاں جن کی عمر ۴½ سال سے ۵½ سال تک ہو داخلہ فارم دفتر سے حاصل کر لیں۔ داخلہ فارم پُر کر کے

پیدائش کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ دفتر میں جمع کروا دیں۔ پیدائش کے سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی کے بغیر داخلہ فارم قبول نہیں کئے جائیں گے۔

پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسیات

نوشابہ عزیزہ۔ لاہور

بچوں میں لکنت کا نفسیاتی مسئلہ اور اس کا علاج

لکنت ایک ایسا نفسیاتی مسئلہ ہے جو بچوں میں احساس کمتری ، احساس عدم تحفظ اور عدم خود اعتمادی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ لکنت کی بنیاد عموماً بچپن سے ہی ان مسائل کی وجہ سے پڑتی ہے جو بچے کے نزدیک بہت اہم ہوتے ہیں ہمارے ہاں بچوں میں لکنت کے مسئلے کی طرف عموماً دو متضاد قسم کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ایک رجحان تو یہ ہے کہ والدین اور دیگر بزرگ بچے کے اس مسئلے کی طرف قطعاً توجہ نہیں دیتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ ایک نارمل عمل ہے اور خیال کرتے ہیں کہ چونکہ بچے کا ذخیرہ الفاظ کم ہے لہذا وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود درست ہو جائے گا۔ اور اس طرح وہ بچے کے اس مسئلے کی حل کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

دوسرا رجحان یہ ہے کہ والدین نہ صرف اس مسئلے کو بہت اہم سمجھتے ہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ پریشانی کا اظہار اور واویلہ بھی کرتے ہیں۔ جس کا بچے پر بہت منفی اثر پڑتا ہے۔ اور لکنت کا مسئلہ مزید پیچیدہ صورت اختیار کر لیتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین اساتذہ و دیگر متعلقہ افراد اس مسئلے کی طرف اس انداز میں توجہ دیں کہ اس کے حل کی مناسب صورت پیدا ہو سکے۔ اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ والدین لکنت کے پس پردہ ان نفسیاتی عوامل کو تلاش کریں جو لکنت کا سبب ہیں۔ اور پھر ان کے دور کرنے کے سلسلے میں مناسب تدابیر اختیار کریں۔ والدین کو چاہیئے کہ وہ بچے کے سامنے بار بار اس بات کا رونا نہ روئیں کہ بچہ کسی کمی کا شکار ہے۔ اس سے بچے میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ کسی کام کا اہل نہیں۔ اور دوسرے بچوں سے ہر لحاظ سے پیچھے ہے۔

لکنت کی ایک بڑی وجہ عدم تحفظ کا احساس ہے۔ وہ بچے جن کی بنیادی نفسیاتی ضرورتیں پوری نہ ہوں، پیار نہ ملے، ان کی تعریف نہ کی جائے بلکہ بعض دفعہ ان باتوں پر بھی ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ ہو جو بالکل صحیح ہوں۔ اس طرح بچے سمجھ نہیں پاتے کہ کون سی بات والدین کے نزدیک پسندیدہ اور ناپسندیدہ ہے۔ اس طرح کوئی بھی بات کرتے وقت وہ گڑبڑا جاتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں اس بات پر مار نہ پڑ جائے۔ چاہے وہ بات کتنی ہی معقول کیوں نہ ہو۔ والدین کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو محبت دیں۔ ان کی کامیابی اور اچھے کاموں پر ان کی تعریف کریں۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ڈانٹ ڈپٹ اور تعریف و ستائش کا ایک معیار مقرر کر لیں۔ یہ کبھی نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک بار ایک کام کرنے پر بچے کی تعریف کی جائے اور حوصلہ افزائی کی جائے اور دوسری بار اسی کام پر اسے لعن طعن اور مار پیٹ کی جائے۔ اگر بچے کو بنیادی نفسیاتی تحفظ نہ ملے تو اس میں خود اعتمادی کی کمی ہو جاتی ہے وہ لوگوں کے سامنے جانے سے گھبراتا ہے۔ لوگوں سے باتیں کرنے سے کترائے گا۔ اگر اسے کسی کے سامنے آنے پر مجبور کیا جائے تو وہ شرمائے گا۔ کسی دیوار، پردے یا انسان کے پیچھے چھپ جائیگا۔ ایسے موقعوں پر اگر والدین افسوس کا اظہار کریں گے تو بچے میں احساس کمتری پیدا ہو جائے گا۔ چونکہ شرمیلے بچوں میں لکنت کا شکار ہونیکے امکانات بہت ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں والدین کو چاہیئے کہ وہ بچوں پر تنقید نہ کریں اور نہ ہی انہیں ان باتوں پر مجبور کریں جو وہ نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اس بات کو قطعاً نظر انداز کر دیں

بعض اوقات بچہ محض توجہ حاصل کرنے کے لئے لاشعوری طور پر لکنت سے چھٹکارا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس وجہ سے والدین اور دیگر گھر کے لوگ پریشان ہوتے ہیں۔ اور بچہ مسرور رہتا ہے۔ اگر بچے کے سامنے ہر وقت اس مسئلے پر بحث ہوتی رہے اور اس پر پریشانی کا اظہار کرتے رہیں تو بچہ اپنے بارے میں سب کی بے طرح پریشانی پر خوش ہوگا۔ اور اس کا دل چاہے گا کہ سب اس پر توجہ دیتے رہیں۔ ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ بچے کے سامنے ہر وقت اس بات کا دکھڑا نہ روئیں کہ وہ "مریض" ہے۔

والدین کی بلاجواز روک ٹوک بچے پر بہت منفی اثر رکھتی ہیں۔ بچہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے اسے کہنے دیں اور اگر وہ کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہے تو اسے زبردستی چپ نہ کرائیں۔ بلکہ اس کا مناسب جواب دیں۔

بچوں میں لکنت کا مسئلہ ایسا ہے جس پر والدین کے علاوہ اساتذہ کو بھی خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ اساتذہ ایسے بچوں کو کمتر نہ سمجھیں بلکہ انہیں ہر کام میں آگے لانے کی کوشش کریں کھیلوں ڈراموں اور موسیقی کے پروگراموں میں ان کی شرکت کو اہمیت دیں پڑھائی کے دوران ایسے بچوں کی بھی بھرپور مدد ہونی چاہیئے۔ اگر کلاس میں بلند آواز سے پڑھتے ہوئے وہ کسی بات پر اٹک جائیں تو ان کا مذاق اڑانے اور سرزنش کرنے کی بجائے ہمدردی اور توجہ سے انتظار کریں۔ تھوڑی سی کوشش سے بچہ خود ہی ٹھیک پڑھنا شروع ہو جائے گا۔ کوشش کی جائے کہ کلاس میں ایسے بچوں سے زیادہ مشکل اور گڑبڑا دینے والے سوال نہ پوچھیں بلکہ آسان سوال پوچھیں تاکہ وہ گڑبڑا نہ جائیں

بعض دفعہ بچے میں لکنت کا مسئلہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے خاصا پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کسی ماہر نفسیات سے رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

دنیا میں خدا کا قانون قدرت یہی ہے جو کوشش اور سعی اکثر حصول مطلب کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص ہاتھ پاؤں توڑ کر اور غافل ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ اکثر محروم اور بے نصیب رہتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص۱)

"جنوں کی یاد مناؤ کہ جشن کا دن ہے
صلیب و دار سجاؤ کہ جشن کا دن ہے

طرب کی بزم ہے بدلو دلوں کے پیراہن
جگر کے چاک سلاؤ کہ جشن کا دن ہے"

بہارِ تازہ کی رُت آچکی ہے گلشن میں
بہ گامِ دَشت نہ جاؤ کہ جشن کا دن ہے

گراں بہا وہ خزائن جو دفن تھے کب کے
بہ اہتمام لٹاؤ کہ جشن کا دن ہے

ہیں شب گزیدہ پڑے خفتگانِ بے پروا
ضمیر ان کے جگاؤ کہ جشن کا دن ہے

جو زیرِ بارِ معاصی ہیں دنیا بھر کے، انہیں
سہارا دے کے اٹھاؤ کہ جشن کا دن ہے

نہ ہو کسی سے بھی نفرت تو پیار سب کیلئے
گلے ہر اک کو لگاؤ کہ جشن کا دن ہے

ہو تاکہ عرش سے تم پہ ملائکہ کا نزول
دِلوں کو فرش بناؤ کہ جشن کا دن ہے

اُتر کے رقص کریں تا نشاط کی پریاں
بساطِ قلب بچھاؤ کہ جشن کا دن ہے

ہو داغ سجدہ کی بِندیا تو زُہد کی افشاں
حِنا وفا کی لگاؤ کہ جشن کا دن ہے

خلوص و تقویٰ کے زیور سے اہتمام کے ساتھ
عروسِ دل کو سجاؤ کہ جشن کا دن ہے

لبوں پہ حمد و تشکّر، دلوں میں عزم لئے
زمیں پہ پھیلتے جاؤ کہ جشن کا دن ہے

نظامِ نَو سے کرو اِک نیا جہاں پیدا
کہن کے نقش مٹاؤ کہ جشن کا دن ہے

ڈاکٹر مرزا طارق احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگاں

شاکرہ بیگم صاحبہ

ڈاکٹر لعل محمد لکھنوی

میرے والد صوبیدار ڈاکٹر لعل محمد صاحب (خدا انکے درجات بلند کرے) غالباً ۱۸۸۱ء میں لکھنؤ کے قریبی قصبہ سیبجہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد صاحب کا نام منصب علی تھا اور آپ کا اصلی نام ولایت علی تھا۔ مگر چونکہ آپ کی پیدائش کے بعد آپ کی والدہ جلد وفات پا گئیں۔ اس لئے بطور تفاؤل اس علاقہ کے کسی نیک اور معمر بزرگ کے نام پر آپ کا نام لعل محمد رکھ دیا گیا اور یہی مشہور ہوا۔ آپ پہلوٹھی کے بیٹے تھے۔ اس لئے اپنے والد کو بہت پیارے تھے۔ دوسری والدہ سے آپ کے ایک بھائی اور دو بہنیں تھیں۔

آپ بچپن ہی سے نماز با جماعت کے لئے قصبہ کی بیت الذکر میں جایا کرتے تھے۔ میرے دادا صاحب امراؤتی حیدرآباد دکن میں ریلوے گارڈ تھے۔ اس لئے آپ کی تعلیم وہیں ہوئی اور میڈیکل کالج امراؤتی میں داخلہ لیا۔ L.S.M.F اور S.A.S کا کورس پاس کرنے کے بعد شاید بنگلور میں یا اسی علاقہ میں کسی اور جگہ تعینات ہوئے۔

آپ کی شادی زمانہ طالب علمی ہی میں اپنی پھوپھی کی بیٹی سے ہو گئی تھی۔ قبولِ احمدیت سے کچھ پہلے ایک دن غالباً صبح کے وقت جاگتے میں دیکھا کہ آسمان پر جلی حروف سے "احمد" لکھا تھا۔ لوگوں سے پوچھا مگر کوئی واضح طور پر نہ بتا سکا۔ شاید کسی نے یہ بھی کہا کہ ظہور ہونے والا ہے۔

۱۹۱۳ء میں جب آپ جھانسی چھاؤنی میں تھے۔ آپ نے احمدیت قبول کی اور قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر مولوی نورالدین صاحب کی بیعت قادیان جاکر کی اور پھر خداتعالیٰ نے ایسی استقامت عطا کی کہ ابتلاؤں اور مصیبتوں میں ذرا نہ ڈگمگائے نہ کوئی کلمۂ شکایت زبان پر لائے بلکہ قدم آگے ہی آگے بڑھاتے گئے۔ ۱۹۱۴ء میں آپ جنگ عظیم اول میں فوج کے ساتھ مختلف محاذوں پر گئے۔ جرمنی، سپین، فرانس، سوڈان، عرب اور مارشس وغیرہ وہیں آپ کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول کی وفات کی خبر ملی۔ اس کے بعد قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر مرزا بشیرالدین محمود احمد کے منتخب ہونے کی اطلاع آئی تو آپ نے فوراً تحریری بیعت کر لی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد واپس آکر قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کی دستی بیعت بھی کی اور والدہ صاحبہ نے تحریری بیعت کی۔

جنگِ عظیم اوّل میں جب آپ مارشیس گئے تو فرصت کے وقت مارشیس کی آبادی میں داخل ہوئے۔ سامنے ایک حلوائی کی دکان تھی اس سے پوچھا میاں یہاں احمدی یا قادیانی کہلانے والے لوگ بھی ہیں؟ اس نے جواب دیا ایک تو میں ہی احمدی ہوں اور کچھ لوگوں کے نام بھی بتائے پھر جب بھی موقعہ ہوتا احمدی احباب کے ساتھ نماز با جماعت پڑھتے تھے

۱۹۱۳ء میں جنگ سے پہلے ایک مرتبہ قصبۂ سیبجہ گئے اور اپنے احمدی ہونے کا انکشاف کیا۔ بس پھر کیا تھا ایک طوفانِ بے تمیزی بپا ہو گیا اپنے پرائے سب خون کے پیاسے ہو گئے لوگ جمع ہو گئے۔ پہلے مباحثہ ہوا۔ لیکن جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہا کہ لاٹھی پاٹھی کر لو ہم لاٹھی سے فیصلہ کیا کرتے ہیں وہی بتاتی ہے کہ کون سچ پر ہے۔ ہمارے خاندان کی ایک بزرگ خاتون نے کسی ترکیب سے ڈاکٹر صاحب کو گھر کے اندر بلوا لیا۔ تو پھر مجمع نے گھر کا محاصرہ کر لیا اور مقاطعہ کر دیا کہ نہ کوئی گھر سے باہر آئے نہ کوئی ان کے گھر میں داخل ہو۔ مطلب یہ تھا کہ ملازمت پر جھانسی واپس نہ جا سکیں گے تو ملازمت ختم ہو جائے گی سزا ملے گی تو خود ہی سیدھے ہو جائیں گے مگر اللہ مسبب الاسباب اور نعم النصیر ہے۔ ہوا یوں کہ کئی دن گزر گئے تو ایک گاڑی بان کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا تو وہ نہ جانے کس طرح چھپ کر ڈاکٹر صاحب سے ملا اور علاج کی درخواست کی۔ آپ نے دوا دے دی اور اس سے کہا کہ جیسے ہی بیوی کو آرام ہو جائے ہمیں سحری کے وقت اپنی گاڑی میں لکھنؤ پہنچا دو۔ صبح کو سب ہاتھ ملتے رہ گئے اور والد صاحب مع فیملی لکھنؤ پہنچ گئے اور ۱۹۳۹ء میں قادیان ہجرت کرنے تک لکھنؤ میں رہے۔ اگرچہ ملازمت کے سلسلے میں مختلف مقامات پر جاتے رہے۔ آپ کو خداتعالیٰ نے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے عطا کئے تھے۔ پہلوٹھی کا بیٹا اور ایک بیٹی عین عنفوانِ شباب میں داغ مفارقت دے گئے ایک بچی کم سنی میں فوت ہوئی اور دو بیٹیاں جوانی کی عمر میں ان کی زندگی میں انتقال کر گئیں۔ ہر غم کو بہت صبر سے برداشت کیا اور کوئی کلمہ بے صبری یا شکایت کا زبان پر نہ لائے۔ اب بھائی جان شیخ محمود الحسن صاحب حال مقیم لاہور چھاؤنی اور خاکسار حیات ہیں۔

جب چھوٹے بھائی جان محمود الحسن صاحب I.C.S کی تعلیم کے لئے کیمبرج چلے گئے تو گھر میں والدہ صاحبہ اور بچیاں اکیلی تھیں۔ ان دنوں لکھنؤ میں ہندو مسلم فسادات رہتے تھے۔ والد صاحب نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی اور لکھنؤ میں دواخانہ کھول لیا جس میں ایک کمرہ دعوت الی اللہ کے لئے وقف تھا اسی میں دینی کتب کی لائبریری تھی دروازہ پر بڑا سا بورڈ لگا تھا۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

رشتہ داروں، ملنے والوں اور غرباء کو مفت دیکھتے اور مفت دوا دیتے تھے باقی دوا دینے کا کام تو کمپاؤنڈر ہی کرتا تھا۔ ان کا نصب العین دعوت الی اللہ تھا۔ ضروری کاموں اور گھریلو ذمہ داریوں کے علاوہ باقی تمام وقت دعوت الی اللہ میں خرچ کرتے تھے۔ شہر اور شہر سے باہر وفد بنا کر جاتے تھے۔ صرف دینی اور تربیتی نظمیں لکھتے تھے دوستوں کو خطوط بذریعہ ڈاک روانہ کرتے تھے

I.C.S کرنے کے بعد بھائی جان محمود الحسن مدراس میں تعینات ہو گئے تھے اور ابا جان ریٹائر ہو چکے تھے اس لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں اور کرسمس کی تعطیلات میں ہم چاروں بہنوں کو احمدیت کی تعلیم دیتے تھے اور ضروری مسائل سکھاتے تھے۔ دوسری کتابوں کے علاوہ ازالہ اوہام سبقاً پڑھاتے تھے۔ قرآن مجید سے حوالہ جات مجھ سے نکلواتے تھے۔ کہتے تھے مبادا تم لوگ کہو کہ ہمیں احمدیت کا پتہ نہیں ہمیں تو ورثہ میں ملی ہے کیونکہ ہم سب بہنیں انگلش میڈیم اسکول میں تعلیم پاتی تھیں جہاں شروع سے انگلش میڈیم تھی۔ سکول کے ساتھ ہی مسلم گرلز کالج تھا۔ پھر اس کا نام کرامت حسین کالج ہو گیا تھا۔ یہاں اردو۔ فارسی، دینیات اور قرآن شریف پڑھانے والیوں کے سوا باقی ٹیچرز، لیکچرار اور پرنسپل ہمیشہ انگریز ہوا کرتی تھی۔ چھٹیاں ختم ہونے کے بعد والد صاحب ہمارا امتحان لیتے تھے۔ اور سب بہنوں کو انعامات بھی دیتے تھے۔

۱۹۳۹ء میں ہجرت کر کے مستقل تقسیم ملک تک قادیان ہی میں رہے۔ ابا جان بہت علم دوست تھے جب کبھی میں نظم لکھتی خوش ہوتے اور حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ گھر میں بھی دینی کتب کی لائبریری تھی، الفضل، ریویو آف ریلیجنز SUNRISE اور کئی اخبار آتے تھے۔ ہمارے گھر کا ٹھیٹھ دینی ماحول تھا۔ سیدھے سادے طریق پر زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ویسی ہی عادات ہمیں بھی ڈالی تھیں۔ اپنے رشتہ داروں اور ملنے والوں میں میں نے ان سے زیادہ سچ بولنے والا اور صاف گو کوئی اور نہیں دیکھا ان کی گفتگو قول سدید ہوتی تھی۔ سچ بیان کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے خواہ وہ بات ان کے اپنے ہی خلاف کیوں نہ جاتی ہو۔ اگر کوئی اور تکلف سے بات کرے تو اسے بھی سچ ہی سمجھ جاتے تھے۔ جب میری شادی ہونے والی تھی تو میرے سسر شیخ کظیم الرحمٰن (اللہ ان سے راضی ہو) نے حسب حالات اور دستور میرے لئے زیور کپڑے تیار کروائے۔ لیکن ایک دن میرے والد صاحب سے ازراہ انکساری کہنے لگے کہ میں تو کچھ بھی تیار نہیں کر سکا۔ میرے پاس صرف لڑکا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے سچ جانا اور کہا اچھا کوئی حرج نہیں لیکن آپ ایک جوڑا ضرور بنوالیں ورنہ لڑکی کی والدہ کو رنج ہوگا۔ یہ بات میرے سسر محترم نے مجھے خود سنائی اور کہا کہ بھلا کوئی اتنا سادہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ میرے والد صاحب کا بہت احترام کرتے تھے۔

والد صاحب خدمتِ خلق اور صلہ رحمی میں اپنی مثال آپ تھے دوسری والدہ سے جو بھائی اور بہنیں تھیں انکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرورش اور شادی کے بعد ایک دو بچے ہونے تک اپنے پاس رکھا۔ اس کے علاوہ بھی خاندان میں جن بچوں کی مائیں داغ مفارقت دے جاتی تھیں ان کی پرورش تعلیم وغیرہ اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔ جب بھی کسی کو مدد کی ضرورت ہوتی تو فوراً مدد کیلئے تیار ہو جاتے۔ لکھنؤ میں ہمارے ایک گھر میں علاج کے لئے اور ملازمتوں کے سلسلہ میں سیچہ کے مریض اور رشتہ دار اکثر رہا کرتے تھے۔ وہی لوگ یا ان کی ذریت جنہوں نے لاٹھی سے فیصلہ چاہا تھا۔ والد صاحب کے چچا بڑی لمبی عمر پا کر فوت ہوئے لیکن بیعت نہیں کی۔ والد صاحب ان کی وفات تک پنشن ملتے ہی پہلے کچھ روپیہ مدد کے لئے انہیں منی آرڈر کر دیتے تھے۔ حالانکہ وہ مخالف تھے۔

قادیان آنے کے بعد بھی لوگوں کی اسی طرح خدمت کرتے تھے۔ بغیر فیس مریضوں کو گھر جا کر دیکھتے تھے۔ غرباء اکثر انہیں سے علاج کرواتے تھے بعض مریضوں کے لئے دوا کے علاوہ سبزی اور یخنی کے لئے گوشت بھی خود خرید کر ان کے گھر پہنچاتے تھے۔ طبیعت میں ایک گونہ سختی بھی تھی جو کسی بے جا بات پر ظاہر ہوتی تھی۔ ورنہ شگفتہ مزاج بذلہ سنج اور دوست نواز تھے۔

قادیان کے زمانہ رہائش میں اکثر شام کو بعد نماز مغرب حامد حسین خان صاحب میرٹھی، مولانا ذوالفقار علی خان صاحب، داروغہ ابتہاج علی زبیری، فضل حق گارڈ صاحب۔ ڈاکٹر عبدالغنی خاں کڑک، حامد حسین خاں صاحب کے گھر اور کبھی ہمارے ہاں کلوا جمیعا کرتے تھے۔ شعر و شاعری کی محفل جمتی تھی۔ پھر دارالبرکات کی بیت الذکر میں نماز عشاء کے بعد گھروں کو جاتے تھے۔ غالباً یہ سب صاحبان ریٹائرڈ تھے۔ والد صاحب کا کلام کچھ قادیان کچھ بہاولپور اور کچھ مشرقی پاکستان میں ضائع ہو گیا۔ کچھ ان کے ایک نواسہ کے پاس ہے۔

تقسیم ملک کے زمانہ میں کچھ عرصہ نور ہسپتال میں اعزازی طور پر خدمت انجام دی اور فسادات میں جب خواتین بورڈنگ ہاؤس میں مقیم ہو گئیں تو ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ڈیوٹی دیتے رہے۔ اجازت ملنے پر آخری CONVOY میں براستہ لاہور بہاولپور چلے گئے۔ کبھی بہاولپور والی بیٹی کے پاس میرے پاس لاہور اور کبھی بھائی جان کے پاس مشرقی پاکستان جاتے تھے۔

ہماری والدہ جو مخلص احمدی تھیں مئی ۱۹۴۶ء میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔ والد صاحب کی صحت بہت اچھی تھی ۱۹۶۲ء میں بیٹے کے پاس ڈھاکہ گئے اور دو روز نمونیہ سے بیمار رہ کر مئی ۱۹۶۲ء میں وفات پائی۔ جنازہ بھائی جان محمود الحسن بذریعہ ہوائی جہاز ربوہ لائے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

ع۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہماری تاریخ

مسلمانانِ ہندوستان کے امتحان کا وقت

۱۹۱۸ء کی چیمس فورڈ ریفارم سکیم کے مطابق حکومت برطانیہ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہر دس سال کے عرصے میں ایک کمیشن ہندوستان بھیجا جایا کرے جو غور کر کے رپورٹ کرے کہ کیا ہندوستان مزید حقوق حاصل کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ یا نہیں۔ اور جو حقوق اسے پہلے دیئے جا چکے ہیں وہ ان کو بھی صحیح طور پر استعمال کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا یہ حقوق اس سے واپس لے لئے جائیں۔ اس سلسلے میں حکومت برطانیہ کی طرف سے ۱۹۲۷ء کے آخر میں آئندہ ایک کمیشن کے بھجوائے جانے کا اعلان ہوا جس کے صدر انگلستان کے مشہور بیرسٹر سر جان سائمن مقرر کئے گئے۔ کمیشن کے ممبروں میں سے چونکہ کوئی بھی ہندوستانی نہیں تھا اس لئے کانگرس اور ملک کی دوسری سیاسی جماعتوں نے اسکے بائیکاٹ کا فیصلہ کر لیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے بعض مقتدر سیاستدان جن میں قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح اور محمد علی جوہر بھی شامل تھے، اس کے حامی ہو گئے۔ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر ان اصحاب کو ہمیشہ عزت و احترام کے ساتھ دیکھتے تھے۔

مگر اس اقدام نے چونکہ مسلمانوں کے اقتصادی اور سیاسی مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ نے آٹھ دسمبر ۱۹۲۷ء کو "مسلمانان ہندوستان کے امتحان کا وقت" کے عنوان سے رسالہ شائع کیا جس میں مسلمانوں کو خالص اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ مشورہ دیا کہ بائیکاٹ کا اثر زیادہ تر مسلمانوں پر پڑے اور ہندوؤں پر بہت ہی کم پڑے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سے ریفارم سکیم منظور ہوئی ہے ہندو اس امر کو سمجھ چکے ہیں کہ ہندوستان کا تعلق انگریز قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کے لیڈر برابر آٹھ سال سے گرمیوں میں انگلستان جاتے ہیں اور بڑے بڑے انگریزوں سے ہندوؤں کے فائدے کی باتیں کر کر کے انہیں اپنا ہم خیال بنا چکے ہیں اسی طرح وہ کوشش کر کے پارلیمنٹ کے ممبروں کو ہندوستان لاتے ہیں اور ہندوؤں کے گھر مہمان ٹھہراتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے پاس نہ دولت ہے نہ قربانی کا مادہ۔ چنانچہ وہ اس آٹھ سال کے عرصے میں بالکل سوتے رہے ہیں۔ اور صرف اس سال عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب احمدی بیرسٹر لاہور ممبر پنجاب کونسل اور ڈاکٹر شفاعت احمد ممبر یوپی کونسل اس غرض سے ولایت گئے تھے اور انہیں کئی بڑے بڑے آدمیوں نے کہا کہ ہمیں تو آج ہی معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کی جداگانہ حفاظت کی ضرورت ہے ورنہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ہندو لیڈر جو باتیں کہتے رہے ہیں مسلمان ان سے متفق ہیں ورنہ مسلمان کیوں نہ آکر ہم سے اپنے حقوق کے متعلق بات کرتے۔ لیکن دو آدمیوں کی سہ ماہی کوششیں آٹھ سال کے درجنوں آدمیوں کی کوششوں کا مقابلہ کب کر سکتی ہیں۔ ہندو لیڈروں میں سے اکثر انگلستان کے با اثر لیڈروں کے ذاتی دوست ہیں جبکہ مسلمانوں میں سے بہت ہی کم لوگ انگریز لیڈروں کے روشناس ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انگریز ہندوستان کے مطالبات وہی سمجھتے ہیں جو ہندوؤں کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ اور مسلمان اس امر کو یاد رکھیں کہ اگر کمیشن کا بائیکاٹ ہوا تو کمیشن جو رپورٹ کرے گا۔ وہ اپنے پہلے علم کی بنا پر کرے گا۔ اور وہ الف سے لے کر ی تک ہندو لیڈروں کا دیا ہوا ہے؛

سمندر کی گہرائی ناپنے کا آلہ

سمندر کی گہرائی دیکھ کر نہیں بلکہ سن کر ناپی جاتی ہے۔ اور اس کی پیمائش کے لئے جو آلہ استعمال کیا جاتا ہے اسے سونار (SONAR) کہتے ہیں یعنی SOUND NAVIGA-TION AND RANGING اس آلے کی مدد سے آواز سمندر کی تہہ تک پہنچائی جاتی ہے اور پھر اسکی واپسی کی رفتار کا وقت نوٹ کیا جاتا ہے۔ پانی میں آواز کی رفتار پانچ ہزار فٹ فی سیکنڈ ہے اسطرح سے سمندر کی گہرائی تک آواز کے آنے اور جانے میں جتنا وقت صرف ہوتا ہے۔ اس کا حساب لگا کر فاصلہ معلوم کر لیا جاتا ہے۔ اس تجربے سے سائنسدانوں نے معلوم کیا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ گہرائی بحرالکاہل کی ہے۔ وہاں ایک مقام پر سمندر ۳۶۱۹۸ فٹ گہرا ہے اور وہاں پانی کا دباؤ اتنا زیادہ ہے کہ ابھی تک کوئی غوطہ خور وہاں نہیں پہنچ سکا۔ یہ آلہ اور بہت سی معلومات حاصل کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہازوں سے آبدوزوں کا سراغ بھی اسی آلے کی مدد سے لگایا جاتا ہے۔ برسوں پہلے ڈوبے ہوئے ڈھانچے برآمد کئے جاتے ہیں اور اسی آلے کی مدد سے ماہی گیر مچھلیوں کے شکار میں کامیاب ہوتے ہیں۔

خیر خواہی اور ہمدردی ہمارے
دل میں اس قدر بھری ہوئی
ہے کہ نہ زبان کو طاقت ہے
کہ بیان کرے اور نہ قلم کو
قوت ہے کہ تحریر میں لاوے

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۳)

وصایا

ضروری نوٹ:
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مفصل تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۷۱۶۳:- میں مسز اوپی صفیہ اہلیہ عابدین پیشہ تجارت عمر ۶۳ سال بیعت ۱۹۵۵ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷،۸،۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر مبلغ -/۵۰،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/15.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MRS. UPI SOPIAH SUKADANA BARU GARUT INDONESIA گواہ شد نمبر ۱- APON WARMANA D/O ABIDIN. SUKADANA BARU GARUT گواہ شد نمبر ۲- E. RIANTO BIN ABIDIN. انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۱۶۴:- NANANG SANUSI بن عمر صاحب پیشہ MUALLIM عمر ۳۱ سال بیعت 28 2/80 ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۸، 2، 2 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) ٹیلی ویژن مالیتی -/RP 150.000 - اس وقت مجھے مبلغ 133.000 روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ NANANG SANUSI BIN UMAR. JIN. ERLANGGA RAYA NO, 7-A SEMARANG-50241- INDONESIA گواہ شد نمبر ۱- NANANG ABDURR BIN AL-HAJ ROHMA TULLAH WASIYYAT NO24665 گواہ شد نمبر ۲- MIR-AJUDDIN BIN SYARIF WASIYYAT NO,25884. INDONESIA انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۱۶۵ و HASAN SANDI S/O ASTRA پیشہ پنشنر آرمی عمر ۶۱ سال بیعت 10/79 8 ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 7/88 31 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین 1925SQRMTR مالیتی RP 2,850,000 (۲) زمین 245 SQR,MTR مالیتی RP 525.000 (۳) زمین 140 SQR.MTR مالیتی RP 300.000 (۴) زمین 2546 SQR,MTR مالیتی RP 945.000 (۵) مکان مع زمین مالیتی RP 1000,000 (۶) زمین 1610 SQT,MTR مالیتی RP 287.500 - اس وقت مجھے مبلغ 47.100 روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں اور مبلغ -/120.000 روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ HASAN SANDI DESA SADEWATA, KECAMATAN PANAWANGAN, CIAMIS (JABAR) INDONESIA گواہ شد نمبر ۱- R. MUMUH AL MUHSIN S/O R.H, BUSHAN AFANDI JIN. RAYA PANAWANGAN INDONESIA گواہ شد نمبر ۲- MUHAMMAD KAIL. K.S. S/O PAHRUDIN KAMIL INDONESIA.

اخبار احمدیہ

ولادت

● مکرم جاوید احمد صاحب جاوید مربی سلسلہ خوشاب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۴ نومبر کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری ولی محمد صاحب آف چک ۳۳ ج ب ضلع فیصل آباد کا پوتا اور مکرم رانا منیر احمد صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ کا نواسہ ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے "وحید احمد" نام عطا فرمایا ہے۔

● مکرم شیخ محمد یوسف صاحب قسمر ایڈووکیٹ قائد ضلع قصور کو اللہ تعالیٰ نے ۲۹ اکتوبر کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام عثمان یوسف تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم شیخ محمد اسلم صاحب (قصور) کا پوتا اور مکرم ملک عبدالرب صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔

● مکرم محمد اکرم صاحب انجم آف جھنگ کو خدا تعالیٰ نے ۱۲ مئی ۸۹ء کو اوسلو ناروے میں دو جڑواں بیٹوں سے نوازا ہے جن کے نام حضور ایدہ اللہ نے باسل احمد اور عدیل احمد عطا فرمائے ہیں۔ یہ بچے مکرم محمد صادق صاحب آف جھنگ کے پوتے ہیں۔

● مکرم سعید احمد صاحب بٹ چک ۲۰۳ ر ب مانانوالہ ضلع فیصل آباد کی بیٹی محترمہ نصیرہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صدیق صاحب بٹ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۸ جون کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو کہ مکرم نذیر احمد صاحب جٹ کا پوتا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ نے "اعجاز احمد" نام عطا فرمایا ہے۔ قارئین ان بچوں کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

● محترمہ والدہ صاحبہ زرتشت منیر احمد خان صاحب (لاہور) درخواست کرتی ہیں کہ احباب ان کے جملہ بچوں کی سلامتی اور خیریت کے لئے دعا کریں۔

● مکرم مرزا رفیق احمد صاحب (واہ کینٹ) کان کا پردہ پھٹ جانے اور گردوں میں خرابی کی وجہ سے علیل ہیں۔ اور انگلستان میں زیر علاج ہیں۔

● مکرم سید خالد شاہ صاحب M.C.B اسلام آباد کے بیٹے محمود کا بازو سوزوکی کے حادثہ میں کچلا گیا ہے جسکی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔

● مکرم قاضی مظفر احمد صاحب۔ شاہ تاج شوگر ملز کی بچی پیدائشی طور پر بیمار ہے

● محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمود احمد صاحب بشیر کی آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے۔

● مکرم راجہ بشیر الدین احمد صاحب جنجوعہ بعارضہ بلڈ یوریا بیمار ہیں۔

● عزیزہ ربقہ زاہدہ صاحبہ چار روز فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہ کر گھر آ گئی ہیں۔ احباب ان سب کیلئے دعا کریں۔

بقیہ: ارشادات امام رابع

کا فرض ہے کہ سب سے محبت کریں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے خدا کے بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو خدا تعالیٰ چن لیتا ہے۔ اور ایک عام بندے ہوتے ہیں۔ اپنے رسولوں کو اس نے آپ چن لیا۔ اولیاء و مجدد دین کو چن لیا۔ اس لئے جن لوگوں کو اپنے بندوں میں سے خدا تعالیٰ نے چن لیا ہے ان سے محبت کے ساتھ ان کی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے، اور جو اس کے عام بندے ہیں۔ گو ان کی اطاعت کرنی ضروری نہیں لیکن ان سے محبت اور نیک سلوک اور ہمدردی لازمی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۲۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انوارِ قرآنی زمین پر محیط ہو جائیں گے

"گزشتہ پیر (یکم اگست ۶۶ء ـ ناقل) کے دن ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرّف میں لے لیا ہے اور اُس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نُور میں نے اُس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوارِ قرآن اسی طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اس نور کو زمین پر محیط ہوتے دیکھا ہے۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

روزنامہ الفضل کا جلسہ سالانہ نمبر

روزنامہ الفضل ربوہ دسمبر ۱۹۸۹ء کے آخری ہفتے میں ضخیم اور مصوّر جلسہ سالانہ نمبر شائع کر رہا ہے۔ یہ نمبر ایک یادگار ہو گا اور خصوصی مضامین و منظومات کے علاوہ قابل دید تصاویر سے مرصّع ہو گا۔

مضمون نگار اور شاعر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تخلیقات جلد ارسال کریں۔ نیز مشتہرین حضرات جلد تر اپنے اشتہارات کی جگہ محفوظ کروالیں لاہور میں ہمارے نمائندہ مکرم عبدالمالک صاحب اور کراچی میں مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب سے رابطہ قائم فرمائیں۔ (مینیجر)

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

مدرسۃ الحفظ میں چند طلبہ کے داخلہ کی گنجائش ہے۔ داخلہ کے لئے انٹرویو مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح ۹ بجے مدرسۃ الحفظ میں ہو گا۔ داخلہ کے لئے شرائط درج ذیل ہیں۔

۱ ـــ طالب علم پرائمری پاس ہو۔

۲ ـــ عمر ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ پرائمری پاس طالب علم جس کی عمر ۱۰ سال ہو کو ترجیح دی جائے گی۔

۳ ـــ طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ناظرہ اچھی طرح اور مکمل پڑھا ہوا ہو اور حافظہ اچھا ہو۔

درخواستیں انٹرویو سے پہلے اپنے امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق اور والد صاحب کی تصدیق کے ساتھ نگران مدرسۃ الحفظ کے نام بھجوائیں۔

نوٹ:۔ انٹرویو کے وقت پرائمری پاس کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

نگران مدرسۃ الحفظ ربوہ

خبریں

ملکی خبریں

● پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کے فارورڈ بلاک کے سربراہ مخدوم الطاف نے کہا ہے کہ نواز شریف کے خلاف عدم اعتماد کا پہلا راؤنڈ جلد ہو گا۔

● اسلامی اتحاد کے سربراہ مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ خدا نے ہمیں پیپلز پارٹی کی لادینیت کا راستہ روکنے کی ذمہ داری سونپی ہے انہوں نے کہا کہ شکر ہے پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں ورنہ یہاں کوئی شریف آدمی سر اٹھا کر نہ چل سکتا۔

● پنجاب گورنر کے سیکرٹریٹ نے ان خبروں کی تردید کی ہے کہ گورنر پنجاب نے اپنی سبکدوشی کی درخواست کی ہے۔

● اپوزیشن لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ مرتضیٰ بھٹو جب بھی پاکستان آیا پنجاب حکومت اسے گرفتار کر لے گی۔

● ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین نے کہا ہے کہ میں عورت کو حکمران نہ بنانے کے نظریہ کو نہیں مانتا۔

● وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے پاک بحریہ کی عظیم الشان جنگی مشقوں کا مظاہرہ دیکھا۔

غیر ملکی خبریں

● لبنان کے نئے صدر الیاس ہراوی نے جنرل عون کو مسلح افواج کی قیادت سے برطرف کر دیا ہے اس کے بعد ملک میں جو صورتحال ہے اس کے مطابق جنرل عون نے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور صدارتی محل پر قبضہ کر رکھا ہے صدارتی محل کے گرد جنرل عون کی حامی فوجوں نے مورچے سنبھال رکھے ہیں اور شامی فوجیں محل کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ شہریوں میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور وہ جنگ کے خطرے کے پیش نظر محفوظ مقامات کی طرف جا رہے ہیں اور خیال ہے کہ نیا کشت و خون منظر عام پر آنے والا ہے

● امریکہ نے دھمکی دی ہے کہ اگر فلسطین کا درجہ بڑھا کر اسے بطور مبصر پیش کرنے کی کوشش کی گئی تو امریکہ اقوام متحدہ کی امداد بند کر دے گا جو بہت خطیر رقم بنتی ہے۔ فلسطین کو بطور مبصر پیش کرنا فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ جو امریکہ کو تسلیم نہیں ہے۔

● عرب لیگ کا ہنگامی اجلاس تیونس میں ہو رہا ہے جس میں علاقے کی سیاسی صورتحال پر غور کیا جائے گا

● ہندوستان کے حالیہ انتخابات میں کانگرس واضح اکثریت حاصل کرنے میں ناکام ہو گئی ہے کانگرس کے ترجمان نے عوام کا فیصلہ تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ نئی دہلی زبردست سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی ہے اور سیاسی پارٹیاں صلاح مشورے کرنے کی غرض سے یہاں جمع ہو رہی ہیں۔ آئندہ چند روز تک صورتحال واضح ہو سکے گی کہ کونسی پارٹیاں اتحاد چاہتی ہیں۔

سرزمینِ قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴۷، ربوہ فون ۹۰۶
ملتان فون ۳۱۰۲۶، قلعہ کالروالا، کراچی

بواسیر کورس
PILES COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۴۰

قبض کورس
CONSTIPATION COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

گیس کورس
FLETULECE COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

جلن معدہ کورس
HEART BURN COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

کمی خون کورس
ANEMIA COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
(ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی)
کیور ٹیو میڈ یسن کمپنی
گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹر ۶۰۷